Lesson 20. Al-Baqarah (Ayaat 163 - 171): Day 74 سُوۡرَةُ البَقَرَة کی تفسیر

اگلی آیت پر غور کریں۔ یہ آیت دو دفعہ آنی ہے۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوۡا مِمَّا فِى الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ‌ؕ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۶۸﴾ لوگو جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ۔ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

جب بھی قرآن کی کوئی آیت اے لوگو سے شروع ہوتی ہے تو اس میں ہمارے لئے ایک حکم ہوتا ہے۔ کہ اسے دوسرے انسانوں تک پہنچاؤ۔ یہ قرآن صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ سب انسانیت کے لئے ہے۔ ہم نے پہلے پارے میں پڑھا تھا 'اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے ربّ کی عبادت کرو'

اس قسم کی آیات کو سن کر مشہور گلوکار جن کا پہلا نام کیٹ سٹیونز تھا یوسف اسلام نے اسلام قبول کیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تو سمجھتا تھا کہ یہ مسلمانوں کی کتاب ہے۔ آج بھی بہت لوگ یہی سمجھتے ہیں۔ یہ کتاب سب انسانوں کے لئے ہے۔ ہم مسلمانوں نے چھپائی ہوئی ہے کیونکہ ہمارے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہے کہ ہم دوسروں تک پہنچائیں۔

پہلے اللہ نے لوگوں کو توحید اور بندگی کی دعوت دی اور یہاں فرمایا؛ کہ حلال کھاؤ۔ عبادت کے بعد دوسری اہم چیز یہ ہے۔ یہ جو ہم رزّق کھاتے ہیں اس کا ہماری عبادت سے تعلق ہے۔ ہماری سب کھانے پینے والی چیزیں بنیادی طور پر زمین سے ہیں۔ ہر سبزی حلال ہے۔ ہر پھل حلال ہے۔

حلال اور طیّب کا فرق: حلال یعنی تمام سبزی اور پھل حلال ہیں لیکن اگر وہ باسی ہیں، گلے سڑے ہیں یا کیڑے پڑ گئے ہیں تو طیّب نہیں۔ طیّب یہ کہ پاک ہوں اور دیکھنے میں ٹھیک ہیں، صحت بخش ہوں۔ دوسرا حلال کے معنی یہ بھی ہیں کہ وہ حلال کمائی سے خریدے گئے ہوں۔ اب اگر کھجور حلال ہے لیکن شراب یا جوئے یا سود کمائی سے خریدی ہے تو وہ حلال نہیں رہے گی۔ تو حلال کے لئے چیز کا حلال ہونا اور حلال کمائی سے خریدی ہوئی ہونا لازم ہے۔ اور ایسی تمام چیزیں جو حلال تو ہیں لیکن صحت کے لئے نقصان دہ ہیں وہ طیّب نہیں ہیں۔

شیطان ہمارا دشمن ہے۔ اس کی پیروی نہ کریں۔

اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٦٩﴾

وہ تو تم کو برائی اور بے حیائی ہی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور یہ بھی کہ خدا کی نسبت ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں (کچھ بھی) علم نہیں۔

وہ ہمیں نمبر 1 برائی، نمبر 2 بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور نمبر 3 ہم سے اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کرواتا ہے جس کا ہمیں کچھ پتا بھی نہیں ہوتا۔

مکّہ میں کچھ لوگ اپنے بتوں یا بزرگوں کی خاطر کچھ حلال جانوروں کو نہیں کھاتے تھے۔ جیسے کوئی بکری یا گائے کو کسی قبر پر چھوڑ آتے اور اُن کو کھلی چھٹی ہوتی تھی۔ ہمارے پاکستان میں بھی اندرون پنجاب یا سندھ کے گاؤں میں کچھ لوگ جائز یا حلال جانور نہیں کھاتے۔ کہتے ہیں یہ نیاز کے جانور ہیں۔

کچھ لوگ ایسی ہی کہانیاں پڑھتے ہیں کہ یہ لڈّو مرد نہیں کھا سکتے۔ یا رجب کے کونڈے فلاں لوگ نہیں کھا سکتے۔ یا گیارہویں کی کھیر پکاتے ہیں۔ اور نام کسی پیر کا لگا دیتے ہیں۔ جس طرح ہم حرام کھا نہیں سکتے اسی طرح حلال چھوڑ نہیں سکتے۔

ایک دفعہ نبی پاکؐ نے شہد کھانا چھوڑ دیا تھا تو اُن کو بھی حلال چھوڑنے پر فرمایا گیا کہ آپؐ شہد کھائیں۔ نبی پاکؐ کو بھی حلال چھوڑنے کا اختیار نہیں دیا گیا۔ ہمیں کیا اجازت ہے کہ اپنی ہی روایات خود بنا لیں۔ اور پھر لوگ خود ہی کوئی توجیہ بھی گھڑ لیتے ہیں۔ ہمیں حکم دیا جا رہا ہے کہ ایسی بات نہ کہیں جس کا ہمیں علم نہیں ہے۔

شیطان ہم سے چھوٹی برائی کرواتا ہے۔ فلم دیکھ لو۔ ناول پڑھ لو۔ چھوٹا گناہ کرواتا ہے۔ شروع مین ہمیں خوف اتا ہے۔ کچھ دن بعد شیطان ہم سے فحش کام کرواتا ہے۔ بے حیائی سے مراد گندے کام کرنا۔ کچھ عرصہ تک فلم دیکھ کر پھر اسی طرح کے کپڑے پہنتے ہیں۔ حیا ختم ہو جاتی ہے۔ چھوٹی برائی سے فحش کام کی طرف لے جاتا ہے۔ جب فحش میں ڈوب جاتے ہیں پھر شیطان اللہ کے بارے میں غلط باتیں کرواتا ہے۔ حتیٰ کہ انسان کو شرک کی طرف لے جاتا ہے۔

رِزّق حلال اور اچھے نیک کاموں کا آپس میں تعلق ہے۔

مثلاً جو لوگ شراب پیتے ہیں وہ دوسرے غلط کام بھی کریں گے۔ عربی میں شراب کو اُمّ الخبائث کہا جاتا ہے۔ شراب ہو گی تو جوُا بھی ہوتا ہے اور دوسرے فحش کام بھی۔ زنا بھی ہوتا ہے اور قتل تک بھی ہو جاتا ہے۔ تو اسی لئے ضروری ہے کہ حلال اور طیّب کھائیں۔ سگریٹ حلال اور طیّب نہیں ہے۔

اگر اسلام ان چیزوں سے روکتا ہے تو ہمارا ہی فائدہ ہے۔ آپ دیکھ لیں اسلام نے کیسے حکمت سے شراب کو Gradually حرام کیا۔

زندگی میں کامیابی کے دو بہت اہم اُصول یہ ہیں کہ حلال کھائیں اور سچّی بات کریں۔

اچھا کھانا کھائینگے تو اچھے کام کرینگے۔ حرام کھانے والے کی عبادت تک قبول نہیں ہوتی۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ایک آدمی لمبا سفر طے کرتا ہے، اس کی حالت یہ ہے کہ اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں، چہرہ خاک آلود ہے اور وہ (بیت اللہ پہنچ کر) ہاتھ پھیلا کر کہتا ہے: یاربّ! یاربّ! حالانکہ اس کا کھانا حرام کا ہے، اس کا پینا حرام کا ہے، اس کا لباس حرام کا ہے اور حرام سے اس کی پرورش ہوئی تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو کیسے قبول کرے۔ "(مسلم:۱۰۱۵)

تو حلال کی عادت ڈالنا اپنے آپ سے اچھے کام کروانے کے لئے ضروری ہے۔

ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میرے لئے دعا فرمایئے کہ میں مستجاب الدعوات ہو جاؤں (یعنی جو دعا کروں وہ قبول ہو جایا کرے)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اے سعد! اپنا کھانا پاک بنالو، مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے ،اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، بندہ جب اپنے پیٹ میں حرام لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا، اور جس شخص کا گوشت حرام مال سے بنا ہو اس کے لائق تو جہنم کی آگ ہی ہے۔"

تو جان لیں کہ اگر ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتی تو اس کی وجہ شائد حرام رِزّق ہو۔

اللہ ہمیں حرام سے محفوظ رکھے۔ آمین

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُھُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَـيْــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿١٧٠﴾ اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) خدا نے نازل فرمائی ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اسی چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ بھلا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے رستے پر ہوں (تب بھی وہ انہیں کی تقلید کئے جائیں گے)۔

جب کوئی اُن کو سمجھاتا کہ قران کی پیروی کرو۔ تو آگے سے کہتے کہ ہم تو باپ دادا کی پیروی کرینگے۔ اب ہونا تو یہ چاہئے کہ انسان یہ کہے پہلے ہمیں علم نہیں تھا اب قرآن کی سمجھ آگئی اب ہم تک حدیثؐ پہنچ گئی اب انشاء اللہ ہم اللہ اور رسولؐ اللہ کے حکم کی پیروی کرینگے۔ اب کوشش کرینگے کہ دوبارہ وہ غلطی نہ ہو۔ لیکن شیطان ان کہ یہاں بھی گمراہ کر دیتا ہے۔ اللہ کی بات بھلا دیتا ہے۔

یہاں اَلْفَيْنَا کے معنی ہیں کہ پالینا، خود بخود مل جانا۔ یعنی باپ دادا کو کرتے دیکھا تو کرنے لگے۔ خود سے کوئی کوشش نہیں کرنی پڑی۔ تو کیا اگر تمہارے باپ دادانا سمجھی میں یہ کرتے تھے۔ اُن تک ابھی اللہ کا پیغام نہیں پہنچا تھا۔ اگر وہ غلط تھے تو تب بھی تم اُن کی پیروی کروگے؟

ہم سب کیا کرتے ہیں؟ کوئی بھی غلط کام اپنی مرضی سے کرنا ہو تو باپ دادا یا بڑوں کا نام لے کر کرتے ہیں۔ آج سے تیس سال پہلے کا سوچ لیں۔ کیا ہمارا لائف سٹائل اپنی دادی نانی جیسا ہے؟

کیا ہم گھروں میں ویسے رہتی ہیں؟ کیا اُتنی ہی باحیا ہیں؟ کپڑے اُن جیسے پہنتی ہیں؟ وہ گھروں میں رہ کر بس گھر اور بچّے سنبھالتی تھیں اور ہم نے تو آدھا دن باہر گزارنا ہوتا ہے۔

دنیاوی طور طریقوں میں تو ہم بڑے بوڑھوں جیسے کام نہیں کرتے۔ ہماری دادی نانی کے زمانے کا صوفہ گھر میں رکھیں گے؟ کھانے صرف اُسی طرح کے کھائیں گے؟ نہیں۔ آج تو ہمیں ماڈرن زمانے کا سب کچھ چاہئے۔ اور جہاں عبادت یا دین کی بات آئے وہاں ہم کہتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں تو یہی ہوتا آیا ہے۔ ہم نماز بھی ویسے ہی پڑھیں گے۔

دنیا کے علم میں تو ہم باپ دادا کی پیروی نہیں کرتے۔ بچوں کو انگریزی، سائنس، کمپیوٹنگ سب پڑھائیں گے لیکن عبادت باپ دادا کے زمانے والی ہی کرینگے۔

اچھے کام اپنی مرضی سے کرتے ہیں لیکن رسم ورواج ہم دادی نانی والی کرینگے۔ اب خود سوچیں کہ دو یا تین نسلیں پیچھے چلے جائیں۔ ہمارے بڑے بوڑھے تو ہندو یا سکھ تھے۔ علم بھی واجبی سا تھا۔ اور دین کا علم بھی بہت کم تھا۔ اب اگر اُنہیں وہ علم یا ذرائع نہ مل سکے جو آج ہمارے پاس ہیں تو ہمیں ان سے فائدہ اُٹھانا چاہئے نہ یہ کہ بہانے بنائیں۔

شروع میں سب مسلمان تھے۔ پھر لوگ شرک میں پڑ گئے اور خوش قسمتی سے ہمارے بزرگ مسلمان ہوگئے۔ لیکن اب جہاں دین کی بات آتی ہے ہم اندھی تقلید کرتے ہیں لکیر کے فقیر بنے رہتے ہیں۔

اسلام ہمیں عقل استعمال کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ دین اور مذہب انسان کے اپنے ذہن سے ہوتا ہے۔ اب اگر ہمارے باپ دادا نے لاعلمی میں کسی پیر کو حد سے زیادہ عزّت دی لیکن ہمیں اب پتا چل

گیاہے کہ اس پیر کے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں۔ ہمیں تو قرآن اور سنّت کی پیروی کرنی ہے تو تو اندھی تقلید چھوڑ دیں۔ اگر میرا سارا خاندان خانہ کعبہ میں جا کر وہاں عبادتیں کر لے تو وہ میرے لئے کافی نہیں ہو گا۔ مجھے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِىْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ۚ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ جو لوگ کافر ہیں ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی ایسی چیز کو آواز دے جو پکار اور آواز کے سوا کچھ سن نہ سکے۔ (یہ) بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں کہ (کچھ) سمجھ ہی نہیں سکتے۔

وہ لوگ جو عقل استعمال نہیں کرتے بس آنکھیں بند کئے اُسی راہ پر لگے ہیں۔ یہاں اللہ نے ایک چرواہے کی مثال دی ہے۔ چرواہے بکریاں چراتے ہیں اور بکریوں کو ایک خاص آواز سے بلاتے ہیں۔

یہاں دو لفظ ہیں۔ دُعَآءً وَّنِدَآءً ۔ دعا جس کے لئے سامنے بندہ موجود ہو۔ با معنی لفظ ہے۔

ندا با معنی بھی ہو سکتا ہے جیسے کسی کو پکارا جائے لیکن بے معنی الفاظ بھی۔ جیسے ہو ہا، چیخ' دروازے کی چر چراہٹ، ہوا کی سر سر۔ ضروری نہیں کہ وہ سامنے ہو۔ ندا یہ ہے کہ آواز سمجھ آئے یا نہیں بس اشارے سے بات ہوتی ہے۔ جیسے بکری کو بلایا جائے۔ اسی طرح بے عقل لوگ بس ایک طرف چل رہے ہیں چاہے انہیں رسم و رواج کی سمجھ ہے یا نہیں۔ بس ایک بھیڑ چال ہے۔

لیکن دعا ایک با معنی بات ہے جو عقل والے کو سمجھ آتی ہے۔ اسلام میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ قرآن میں ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ اللہ نے ہر بندے کو عقل دی ہے۔

اللہ کو پانے کے چار طریقے ہیں۔

1. عقل سے۔ عقل ہمیں بتاتی ہے کہ اس کائنات کو بنانے والا خالق اللہ ہے
2. فطرت: اللہ نے انسان کو بنا کر اس کی روح سے وعدہ لیا۔ اس کو وعدہ الست کہتے ہیں۔
3. کائنات: سورج چاند، کائنات بول بول کر ہمیں بتاتی ہے۔ کائنات پر غور و فکر کر لیں کہ اس کو بنانے والا ایک رَبّ ہے۔
4. وحی: نبی پاکؐ نے ہماری رہنمائی کی۔

ہم تو مسلمان ہیں ہمیں اللہ کو پانے کی یہ سب وجوحات مل گئیں۔ اب اگر کوئی کافر یا خدا کا منکر ہے وہ رَبّ کو کیسے پہچانے؟

اس کے پاس عقل بھی ہے، اس کی فطرت میں توحید ہے۔ اس کو کائنات کی ہر چیز بول بول کر بتاتی ہے کہ ان سب کو بنانے والا کوئی ہے۔ تین چیزیں تو ہر ایک کے پاس ہیں۔ وحی کی وجہ سے ہمیں دینِ وسط دیا گیا۔ اُمتِ وسط بنایا گیا۔ سورۃ الاعراف میں ہے۔

ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں پر ان سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ بالکل چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بھٹکے ہوئے۔ یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ﴿۱۷۹﴾

اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اس علم کو ہمارے خلاف حجّت نہ بنائے۔ آمین

سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ یہود کے علما کے بارے میں فرماتے ہیں۔

جن لوگوں (کے سر) پر تورات لدوائی گئی پھر انہوں نے اس (کے بارِ تعمیل) کو نہ اٹھایا ان کی مثال گدھے کی سی ہے جن پر بڑی بڑی کتابیں لدی ہوں۔ جو لوگ خدا کی آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں ان کی مثال بری ہے۔ اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ﴿۵﴾

ہمارا یہ علم گدھے کے بوجھ جیسا نہ بن جائے۔ اللہ ہم سب کو کھلے دل سے تعصّبات سے نکل کر علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عقل اور شعور کو استعمال کر کے اللہ تک پہنچنے والا بنا دے۔ آمین

سورۃ الحج میں اللہ فرماتے ہیں؛

کیا ان لوگوں نے ملک میں سیر نہیں کی تاکہ ان کے دل (ایسے) ہوتے کہ ان سے سمجھ سکتے۔ اور کان (ایسے) ہوتے کہ ان سے سن سکتے۔ بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں (وہ) اندھے ہوتے ہیں ﴿۴۶﴾

تو اصل بات یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے دل اندھے ہیں۔ کل کا سبق بہت اہم ہے۔ اسلام میں کیا حلال و حرام ہے۔؟ آپ سوچیں ذرا کہ کتنی بڑی دنیا، کتنے کھانے اور صرف چار چیزیں حرام ہیں۔

وہ ہم کل دیکھیں گے اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں عمل والا بنا دے۔ آمین۔